# نظرات

افسوس ہے اس ماہ کی ۳ تاریخ کو مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ایک معمولی دورۂ قلب کے بعد ۷۶ برس کی عمر میں اچانک رہ گرائے عالم جاودانی ہو گئے۔ مولانا نے اپنے سب اہلِ خاندان کی طرح دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پائی تھی۔ لیکن چوں کہ وہ موروثی اور خاندانی طور پر ایک مجاہد، بطلِ حریت اور زعیمِ قوم تھے اس لئے تعلیم سے فراغت کے بعد ہی عملی سیاست کی وادیٔ پرخار میں کود پڑے۔ اس تقریب سے ان کا تعلق کانگرس سے بھی رہا اور جمعیۃ علمائے ہند سے بھی، اس کے علاوہ مجلسِ احرار کے تو وہ نفسِ ناطقہ یا عقلِ فعّال ہی تھے۔ خوش تقریری۔ خطابت، جرأت وبیباکی۔ ذہانت اور طباعی۔ ایثار وفداکاری یہ اُن کی وہ خصوصیات تھیں جن کے باعث وہ جہاں کہیں رہے اور جس محفل میں بیٹھے ممتاز اور نمایاں ہو کر رہے۔ عمر کے کم وبیش بارہ سال جیل میں کاٹے ہوں گے۔ جہاں انھوں نے شدائد ومحن کا مقابلہ بڑی بے جگری اور بے خوفی کے ساتھ کیا، آزادی کی صرصرِ انقلاب نے شہرت وناموری کے بڑے بڑے روشن چراغ بجھا دئے ورنہ ایک زمانہ تھا کہ مرحوم کی لیڈری کا ڈنکا بجتا تھا، زندگی بڑی قلندرانہ اور درویشانہ تھی یعنی" نے غم دزد دنے غم کالا" ایک معمولی سی تہمد۔ بغیر بٹنوں کا گریبان کھلا کرتہ اور سر پر چوگوشہ ٹوپی۔ جلوت میں اور خلوت میں۔ اندرونِ خانہ اور پبلک میں انھیں جہاں کہیں دیکھا اسی وضع میں دیکھا، حد درجہ خلیق ومتواضع بڑے سادہ اور بے تکلف۔ مگر اپنی بات کے پکے اور دھن کے پورے۔ تقسیم کے بعد مشرقی پنجاب سے تعلق کے باوجود پاکستان میں رہنے کے بجائے دلی میں مع اپنے خاندان کے آ بسے تھے لیکن کچھ انقلابِ روزگار اور کچھ ہجوم امراض وامتدادِ سن ان کا اثر یہ تھا کہ آخر میں عملی سیاست سے دست کش ہو گئے تھے اور سلوک ومعرفت کا اُن پر اس درجہ غلبہ ہو گیا تھا کہ اُن کے سیاسی افکار میں بھی اشراقیت کا رنگ اُبھر آیا تھا۔ عجیب اوصاف وکمالات کے بزرگ تھے۔ ان کی کس کس خوبی کو بیان کیا جائے۔ اب ایسے لوگ

کہاں ملیں گے ۔ حق تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور اعلیٰ علیین میں مقام جلیل عطا فرمائے ۔ آمین

بڑے شرم اور افسوس کی بات ہے کہ جس ملک میں ڈراموں میں یا سینما ہاؤس میں سگرٹ پینا محض اس لئے قانوناً جرم ہو کہ اس سے سگرٹ نہ پینے والے ساتھیوں کو اذیت اور ناگواری ہوتی ہے اُس ملک میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور آپ کی شان میں گستاخی کے واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں جن کے باعث مسلمان ہی نہیں لاکھوں شریف ہندوؤں اور سکھوں کے دل بھی مجروح ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود حکومت کے پاس کوئی ایسا قانون نہیں ہے جو اس طرح کے شرمناک واقعات کا انسداد کر سکے ۔ جہاں گاؤکشی قانوناً ممنوع ہے اگر وہاں کوئی جھوٹ موٹ بھی کہہ دیتا ہے کہ فلاں شخص نے گائے ذبح کی ہے تو اُس پر ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے ۔ لیکن یہاں کروڑوں انسانوں کے دل زخمی ہو جاتے ہیں اور کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی یہ آخر کیا ہے ؟ محض وقتی طور پر کتاب کو ضبط کر لینے سے کام نہیں چلتا ۔ ضرورت ہے کہ ایک مستقل اور موثر قانون کے ذریعہ اس فساد کا سدِ باب کیا جائے ۔ پارلیمنٹ کے ممبروں کو ادھر خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے ۔

مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر کا ایک معتدبہ حصہ انگریزی تعلیم کے ماحول میں گذارا تھا اور دماغ پایا تھا نہایت دراک اور ذہن حد درجہ رسا اس لئے وہ خوب سمجھتے تھے کہ انگریزی تعلیم سے مسلمان نوجوانوں کے ذہن پر دین سے متعلق جو مضر اثرات پڑ رہے ہیں اُن کا اصل سرچشمہ کہاں ہے ؟ اور اس کے روکنے کی تدبیر کیا ہو سکتی ہے ۔ آزادی کے بعد سے ملک میں تعلیم کا جو سیکولر نظام تیار ہو رہا ہے مولانا کی نگاہ دوربیں نے اُس کے دینی مضر اثرات کو پہلے ہی تاڑ لیا تھا اور اس بنا پر اُن کی قطعی رائے تھی کہ اب جگہ جگہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے مسلمان طلباء کے لئے ہوسٹل قائم کئے جائیں ۔ تاکہ چھ سات گھنٹے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے غیر اسلامی ماحول میں رہنے کے باعث طلباء پر جو اثرات پڑیں دن رات کے باقی اوقات میں ہوسٹل کے اندر رہنے سے اُن اثرات کی تلافی ہوتی رہے ۔ یہ ہوسٹل مولانا کے نزدیک صرف رہائش گاہ نہیں بلکہ تربیت گاہ بھی ہونے چاہئیں ۔ مولانا مرحوم کو اس تجویز کی اہمیت اور افادیت کا اس درجہ یقین تھا کہ خود راقم الحروف کو گذشتہ پانچ برسوں میں متعدد بار بڑے زور شور اور تاکید سے لکھا کہ اب جگہ جگہ مدارس قائم کرنے سے کچھ نہیں ہوگا ۔ ہوسٹل قائم کرنے ضروری ہیں ۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ تجویز نہایت معقول اور بے حد ضروری ہے ۔

ہم اس تجویز پر لکھنے کا ارادہ کرہی رہے تھے کہ صاحب جامع المجددین مولانا عبدالباری صاحب ندوی نے سبقت فرما کر صدق جدید کی پچھلی دو اشاعتوں میں اس پر ایک مقالہ لکھا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اُس کو عمل میں لانے کے لئے انھوں نے باقاعدہ جدوجہد بھی شروع کردی ہے۔ مولانا نے "اول خویش بعدہٗ درویش" کے اصول پر اس تحریک کا آغاز لکھنؤ سے کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ چوں کہ لکھنؤ تعلیم جدید کا ایک بڑا مرکز اور صوبہ اتر پردیش کا دارالحکومت ہے اس لئے وہاں ایسے ہوسٹل کی بڑی ضرورت ہے ہم مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس اہم ملی کام میں مولانا کے ساتھ پورا تعاون کریں اور ملک کے دوسرے بڑے شہروں میں بھی اسی قسم کے ہوسٹل قائم کرنے کے لئے کوشش کریں، جنوبی ہند کی انجمن اسلامیہ جو نہایت خاموشی سے مسلمانوں کی تعمیری اور ٹھوس خدمات انجام دے رہی ہے وہ اس کام کو بھی عرصہ سے کر رہی ہے اور اس سے قوم کو بڑا فائدہ پہنچا ہے۔

---

جیسا کہ توقع تھی ریاستی حدبندی کمیشن کی رپورٹ کا یہ فائدہ تو ہوا کہ وزیر داخلہ نے پارلیمنٹ میں لسانی اقلیتوں کے تعلیمی اور لسانی مفادات کے تحفظ اور ان کی دیکھ بھال کے لئے ایک کمشنر کے تقرر کا اعلان کردیا جو ہر سال اپنی رپورٹ پیش کرے گا اور اُس کی روشنی میں پارلیمنٹ کو یہ معلوم کرنے کا موقع ملے گا کہ لسانی اقلیتوں کے حقوقِ متعلقہ کہاں تک محفوظ ہیں اور اُن کے ساتھ کہاں کہاں ناانصافی ہو رہی ہے۔ محترم صدر جمہوریہ کی خدمت میں اردو سے متعلق جو محضر نامہ پیش کیا گیا تھا وزیر داخلہ کا یہ اعلان درحقیقت اسی محضر نامہ کا جواب ہے اور اگر اُردو دانوں نے اس وقت مستعدی۔ بیدار مغزی اور مخلصانہ سرگرمی وجوش سے کام لیا تو امید ہے کہ اُردو زبان سے متعلق ناانصافی کی جو شکایات ہیں بڑی حد تک ان کا ازالہ ہو سکے گا۔

---

# فی رثاء المولانا حبیب الرحمٰن اللدیانوی رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب مولوی اقبال احمد صاحب عمری، مبارکپوری مولوی فاضل، ایم۔ اے، ایل ایل بی)

أهوىٰ مضىٰ برٌّ تقيٌّ مدبّرٌ    فقيهٌ كأشياخ الحديث محبّرٌ

وما احسن المنطيق أن مات عالمٌ    اذا مات منّا عالمٌ متبحّرٌ

له درجةٌ في حومة الحرب والعلى    يطوف بها الاجيال لكن تحسّرُ

الا يومنا قد ملّ ذمّا نجيعه    لأن مات من مناه أهدى وانور

وانّك للمشكور عن كلّ عالمٍ    وانّا لفرد الاحتظاء لنشكر

فانك راعٍ في مضيق المسالك    تسوق وتهدي حيثما كان احيد

كانّك شمسٌ في نجومٍ طوالعٍ    وانك في ظلماتنا الاسكندر

شموس تروّي نفسها بجمالها    كما تجتني الاقمار منها تنوّر

دعائي بان تخشى وتحلى وتكرما    الى ان اقمار تهلّ وتبدر

حكى جوده صوب السماء اذا سجت    أعزّ متاعٍ في عيونك يصغر

كرم بيتنا الأقمار تروي عيوننا    تقرّ وتروي عالماً وتنوّد

كمثل الغوادي والسواري يرونه    لانّك من فرط السخاء مبذّر

حبيبٌ الينا ما حبيب الهنا    أطابت فؤادٍ ما به الحبّ مضمر

تهيم سماءٌ عن وراء حبيبها    وارضٌ بتسكاب الغموم تبحّر

الهفي بهندٍ تستحينه وتجتني    قطوف المزايا ما بجدّك تقدر

جزى الله مولانا حسين احمد الذي    اماني اقوامٍ به تتزهّر

قريبُ العلى قام العتيق لذا اذا    وحفظ اساس القوم لا يتقصّر

لعمري كهارون وموسى وروحه    هدايتهم هداية وارثٍ يتقرّر

لَطِیْبٌ مَا یُزْرِی الْبَرِیَّۃَ طَیِّبٌ
کَمَاءٍ یُنَقِّی ثَوْبَکُمْ وَیُطَهِّرُ

**ترجمہ اشعار عربی :۔** ۱۔ افسوس کہ محدثین جیسا نیک متقی اور مدبر گذر گیا۔

۲۔ کیا خوب کہنے والے نے کہا کہ جب کوئی عالم متبحر مرجائے تو سمجھنا چاہیئے کہ دنیا مرگئی۔

۳۔ ایک ایسے شخص کے فوت ہونے کے باعث جو کہ ہادی و رہبر تھا، ہمارے دن تاریک ہوگئے۔

۴۔ ہماری طرح سارے علماء آپ کے مرہونِ منت ہیں۔ ۵۔ کیوں کہ نازک ترین معاملات میں بھی آپ کی رہنمائی کامیاب ہوتی تھی۔ ۶۔ چمکنے والے ستاروں میں تو سورج اور ہماری تاریکیوں میں تو اسکندر ہے۔ ۷۔ آفتاب اس کے حسن سے مستفیض ہوتے ہیں جس طرح کہ چاند سورج سے۔ ۸۔ میری دعا ہے کہ تم ہمیشہ معظم و مکرم رہو جب تک چاند ہلال و بدر بنتے رہیں۔

۹۔ گھنگھور گھٹاؤں نے اس کی سخاوت کی نقل کی، عزیز ترین سامان بھی اس کی نظروں میں حقیر ہے۔

۱۰۔ جس طرح رویتِ قمر ہماری آنکھوں کو سیراب کرتی اور ٹھنڈک پہنچاتی ہے، تو دنیا والوں کو منور اور سیراب کرتا اور ٹھنڈک پہنچایا کرتا تھا۔

۱۱۔ لوگ تمہیں صبح شام برسنے والی بدلیوں کی طرح (سخی) خیال کرتے ہیں کیوں کہ آپ فرطِ سخاوت کی وجہ سے فضول خرچ (خیال کئے جاتے ہیں)۔

۱۲۔ حبیب الرحمن پروردگار کو بھی محبوب ہیں اور ہمیں بھی، محبت کیلئے اس مدفن کو بدلیاں تر و تازہ رکھیں۔

۱۳۔ اپنے حبیب کی جدائی میں آسمان گریاں ہے اور زمین غموں کو بہا کر دریا بنا رہی ہے۔ ۱۴۔ ہندوستان پر افسوس جو تیری کوششوں سے حاصل شدہ مراعات سے مستفیض ہو رہا تھا۔ ۱۵۔ مولانا حسین احمد کو اللہ جزائے خیر دے جن کی بدولت قوموں کی تمنائیں شگفتہ ہوگئیں۔ ۱۶۔ (مرحوم کی کمی کو پورا کرنے کے لیے) عتیق الرحمن جو صاحب عزت ہیں اور حفظ الرحمن جو قوم کی اساس ہیں حاضر ہیں۔ ۱۷۔ زندگی کی قسم ہارون، موسیٰ اور عیسیٰ کی طرح آپ لوگوں نے وراثتِ نبوی کا حق ادا کیا۔ ۱۸۔ جس طرح پانی کپڑے کو پاک و صاف کر دیتا ہے (قاری) محمد طیب قوم کی خرابیوں کو دور کرتے ہیں۔